قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 8۔اپریل 2020ء | 14 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 85

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡہَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸﴾

(لقمٰن:18)

ترجمہ: اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور بے غرض ہو کر عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ جب کسی مشکل میں یا مصیبت میں گرفتار ہو گئے یا پڑ گئے تو اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب آسائش کے، آسانی کے دن آئے، ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہو گئے تو دنیا میں ڈوب گئے اور خدا کو بھول گئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اس بات کا خیال ہی نہ رہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور سب نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ رکھیں اور عبادت کا جو بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ (طٰہٰ:15) یقیناً میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میری عبادت اور میرا ذکر نماز کو قائم کرنے سے ہی ہو گا۔ اور نماز کو قائم کرنا یہ ہے کہ باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھی جائے اور مردوں کے لئے حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ عورتیں تو نماز گھر میں پڑھ سکتی ہیں۔ یاد رکھیں نماز کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمائی ہے کہ فرمایا کہ نماز چھوڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ جو بھی حالات ہوں، نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اگر آپ نماز پڑھنے والے ہوں گے تو خداتعالیٰ سے آپ کا براہ راست تعلق پیدا ہو گا۔ نہ آپ کو کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور ورد کی ضرورت ہے، نہ کسی پیر فقیر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ نماز کو ہی اپنا وظیفہ اور ورد بنا لیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔

(ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ترک الصلوٰۃ)

یعنی جو نماز نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اپنی نمازوں کی بہت حفاظت کریں، یہ آپ پہ فرض کی گئی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 28۔اپریل 2006ء)

اس شمارہ میں

- عربی زبان کا مقام دنیا کی دوسری زبانوں میں
- خوراک کے ضیاع کے بارے میں ہدایات
- حضرت شیخ احمد اللہ رضی اللہ عنہ
- انصاراللہ یوایس اے کی انصار لیڈرشپ کانفرنس

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر کام اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع کرنا چاہئے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قابل قدر اور سنجیدہ کام اگر خداتعالیٰ کی حمد و ثناء کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور ناقص رہتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ہر قابل قدر گفتگو (اور تقریر وغیرہ) اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بغیر شروع کی جائے تو وہ برکت سے خالی اور بے اثر ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح باب خطبۃ النکاح، ابوداؤد کتاب الادب باب الھدی فی الکلام)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

حقیقی دعا

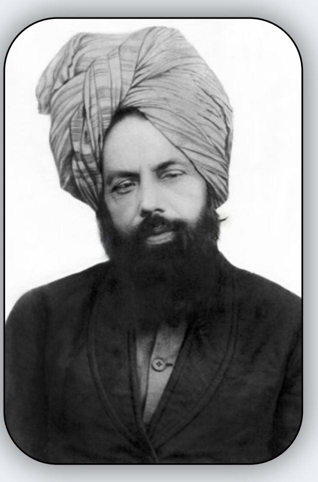

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دُعا کرتے ہیں اور تمام نماز دُعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تُند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔

مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اُٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔“

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222)

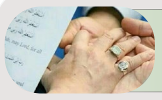

دربارِ خلافت

انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آج کل کی دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ قسم ہا قسم کی ایجادیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ کام کی سہولت کے لئے انسان نے ایسی ایجادیں کر لی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور اس جدید ٹیکنالوجی کو ترقی دینے میں اس چھوٹے سے ملک کا بھی بڑا حصہ ہے۔ لیکن جیسا کہ ابتدائے دنیا سے ہوتا آیا ہے جب انسان مادیت پر انحصار کرنا شروع کر دیتا ہے تو روحانیت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہی آجکل کی دنیا میں ہمیں نظر آتا ہے۔ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھول چکا ہے اور دنیاوی او ر مادی مفاد حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ چھوٹا سا ملک جس نے دنیاوی لحاظ سے بہت ترقی کی ہے یہاں بھی یہی صورتحال ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ صرف دنیا کی خوبصورتیوں اور حسن اور آرام و آسائش اور ایجادوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد تو بہت بڑا تھا۔ اتنا بڑا مقصد کہ اگر اس کو انسان حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اس دنیا کی جو نعمتیں ملنی ہیں وہ تو ملیں گی ہی، دنیا سے جانے کے بعد اخروی اور دائمی زندگی کا بھی حصہ ملے گا۔ اگلے جہان میں بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث بنے گا۔

اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(الذّاریات:57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خداتعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہوجانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدّعا ٹھہرا رکھا ہے، خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 414)

تو یہ ہے انسان کی پیدائش کا مقصد جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرمائی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کر دیا اور فرما دیا کہ کیونکہ تمہارا اس دنیا میں آنا بھی میری مرضی سے ہے اور دنیا سے جانا بھی میری مرضی سے ہو گا اس لئے تم وہی کام کرو جس کا میں نے حکم دیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 7۔اپریل2006ء)

خواہشِ دید کا جذبہ

یاد کے درد کا جب دل میں دھواں رہتا ہے
خواہشِ دید کا ہر جذبہ جواں رہتا ہے

قلبِ مضطر کو کسی طور نہیں ملتا قرار
ہجر کا غم مری رگ رگ میں نہاں رہتا ہے

بےکلی دل کی جو بڑھ جاتی ہے حد سے زیادہ
اشک کا بحر سا آنکھوں سے رواں رہتا ہے

شربتِ دید کے سب کو ہی عطا ہوتے ہیں جام
دستِ ساقی ہے تو کیوں مجھ سے کشاں رہتا ہے

ایک میں نے ہی ترے دل میں جگہ نہ پائی
ورنہ اس قلبِ حسیں میں تو جہاں رہتا ہے

کیسے دو قلب کو یک جاں بنایا اُس نے
میں یہاں اور وہ دلدار وہاں رہتا ہے

تیرے دیدار کی مسدود سبھی ہیں راہیں
نقشِ پا تک بھی تو بے نام و نشاں رہتا ہے

کس سے پوچھوں میں ترا مجھ کو نہیں ہے معلوم
کون سا شہر ، محلّہ ، ہے کہاں رہتا ہے

واسطہ شانِ کریمی کا تجھے میرے قدیر
واں ہی پہنچا دے جہاں میرِ زماں رہتا ہے

یار بِن جینا بھی اب جینا ہے کیا پیارے خلیقؔ
اشک آنکھوں سے رواں لب پہ فغاں رہتا ہے

عبدالحمید خلیق

عربی زبان کا مقام دنیا کی دوسری زبانوں میں

نوٹ:
یہ مضمون حضرت مصلح موعودؓ کی عربی زبان کی فضیلت پر غیرمطبوعہ نوٹس،رسالہ موازنہ مذاہب جنوری2012ء میں شائع ہوئے تھے۔حضرت مصلح موعودؓ کےاس قیمتی تبرک کو ادارہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن اُن کی شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے۔ (ایڈیٹر)

زبان کا فائدہ

1۔ اظہار خیالات
2۔ نیز قوی اخلاق کا دیباچہ جیسے شعر۔
3۔ قوی تاریخ یعنی مختلف ممالک سے تعلقات مختلف اقوام سے تعلقات مختلف ادوارذہنی ترقی مذہبی اخلاق اصلاحات مدنی اقتصادی علمی ترقی کے احوال
میرا مضمون اس وقت عربی زبان کی تیسری شق کی نسبت۔
زبان کے متعلق مختلف نظریئے:
(1) دنیا میں کئی زبانیں ہیں۔
(2) دنیا کی زبانوں میں سے ایک ماں ہے باقی بیٹیاں۔
(3) ماں تو ضرور ہے لیکن وہ موجود نہیں موجودہ زبانوں کی.... سنسکرت عربی یا کوئی زبان یا زبانیں اس کی بیٹیاں ہیں۔
میں دوسرے نظریے کا مؤید ہوں۔
پھر زبان کے بننے کے متعلق مختلف نظریئے ہیں۔
(1) زبان الہامی ہے۔
(2) زبان انسان نے بنائی ہے
میں اول الذکر کو درست سمجھتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا مگر میرے نزدیک الہامی زبان کے یہ معنے ہر گز نہیں کہ مثلاً عربی اپنی موجودہ شکل میں کسی شخص کو الہام ہو گئی تھی ۔اگر انسان جس نے زبان سے فائدہ اٹھانا تھا اس کی حالت سے متغیر ہو گیا جس میں وہ پیدا ہوا تھا بلکہ اسلامی اور سائنٹفک نقطۂ نگاہ سے ترقی کر گیا اگر نباتات نے دھاتوں کی صورت اختیار کر لی ہے جیسے کہ پتھر کا کوئلہ اور بعض نے سینکڑوں نئی اقسام کی شکلیں اختیار کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ زبان اسی صورت میں رہی ہو جس میں وہ نازل ہوئی اور اس نے کوئی ترقی نہ کی ہو۔ اگر ابتدائی آدم نے ترقی کر کے محمد ﷺ کی صورت اختیار کی تو آدمی عربی اور محمد ﷺ کی عربی میں فرق کیوں نہ ہو۔
یاد رکھنا چاہئے کہ یہ امر زبان کے الہامی ہونے کے منافی نہیں جس طرح باغبان اگر کدو کی نئی شکلیں بناوے آموں کی نئی اقسام ایجاد کرے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کدو اور آم خدا کے بنائے ہوئے نہیں۔ یہ کہ الہام نے کیا بتایا اور کس قدر بتایا آگے مضمون سے معلوم ہو گا۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ عربی زبان کو الہامی اور اس کی وجہ سے ام الالسنہ کہنے کا موجب میرا عقیدہ نہیں بلکہ زبردست شواہد ہیں جو خود عربی زبان میں موجود ہیں۔

عربی اور عرب کے معنے

عَرَبَ البئرُ کَثُرَ ماءُہ الرَّجُلُ فَصَحَ بَعْدَ لُکْنَۃَ فی لسانہٖ اَعْرَبَ الشّیءَ اَبَانَہ کلامہٗ حَسَّنَہٗ وَاَفْصَحَ وَلَمْ یُلْحِنْ بالکلام بَیّنَہ العرب مِن الماء الکثیر الصافی رَجُلٌ عَرَبَانٌ فصیح اللسان اَلْعَرَبَۃ النھر الشدید الجری

پس عربی وہ زبان ہے جس میں مادوں کی کثرت ہو اور جس کے الفاظ مسمّٰی کی حقیقت کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ عربی زبان کے متعلق عام طور پر یورپین مؤرخ یہ بتاتے ہیں کہ سامی زبانوں میں سے یہ نئی زبان ہے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا نے نئے ایڈیشن میں اسے پانچ سو سال قبل مسیح کا قرار دیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔
میں سمجھتا ہوں کہ میرا مضمون زیادہ سہل ہو جائے گا اگر اسے میں دو حصوں میں تقسیم کر دوں۔
(1) عربی کا مقام سامی زبانوں میں۔
(2) غیر سامی زبانوں میں۔
اس کا فائدہ۔ سامی زبانوں کا اشتراک واضح ہے فیصلہ ہوسکتا ہے۔ سام ابن نوح کی طرف منسوب کر کے سامی کہلاتے ہیں اور مؤرخوں کے نزدیک عربی، عبرانی، سریانی، حبشہ، فنیقی، اشوری اور آرامی زبان بولنے والے لوگ سامی ہیں۔ حبشہ سے مراد افریقی زبان بولنے والے نہیں بلکہ فرات اور نیل کے درمیان اور یمن کی تمام علاقہ کو پرانے زمانہ میں ایتھوپیا کہتے تھے یعنی حبشہ اور یمن کی قدیم زبان۔ یا اس کے مقابل افریقہ کا علاقہ جو اب ...کہلا تا ہے زبان حبشی کہلاتی تھی۔ ان زبانوں میں شدید اتحاد پایا جاتا ہے بلکہ لہجہ اور محاورہ کو نکال دیں تو زبان اسی فیصد ایک ہی ہوجاتی ہے۔
مثال عبرانی زبان کا فقرہ :ایلی ایلی لما سبقتانی
عربی:الھی الھی لما سبقتنی
سُریانی اور عبرانی جن کا وجود پایا جاتا ہے انہیں دیکھیں تو ضمائر تک ایک ہیں مثلاً

	متکلم	مخاطب	غائب
عربی	انا۔تُ۔ی	انتَ۔تَ۔كَ	ھُوَ۔ہٗ
سریانی	انا۔ت۔ی	انت۔ت۔ک	ھُوَ۔ہٖ
عبرانی	اَنْکِیْ۔تی۔ی	اَتہ۔تَ۔کَ	ھُوَا۔ھو

اسی طرح باقی ضمائر کا حال ہے۔
اتحاد کے بتانے کے بعد میں بتاتا ہوں کہ مندرجہ ذیل دلائل ثابت کرتے ہیں کہ عربی زبان ہی اصل زبان ہے۔
(1) سپرنگر ونکلر۔ شریڈر جرمن علماء اور رابرٹسن سمتھ انگریز محقق نے سامی زبانوں کا مقابلہ کر کے فیصلہ کیا ہے کہ عربی اصلی زبان کے زیادہ مشابہ ہے بہ نسبت دوسری زبانوں کے۔
(2) مصر میں عصر حدیدی سے پہلے عربوں کے نشان پائے جاتے ہیں مثلاً ان کے قدیم آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب کو ارض مقدس کہتے تھے اسی طرح وہ اسے آرض الآلھہ کہتے تھے یعنی معبودوں کی زمین۔ مصر کے قدیم ترین بت کا نام فتاح ہے جو عربی نام ہے یعنے کشائش کرنے والا۔ مصر قدیم کی تاریخ قدیم ترین تاریخوں میں سے ہے۔ (العرب قبل الاسلام صفحہ 2 بحوالہ king)
اس میں عرض کو ارض مقدس قرار دینا اور اس کی زبان میں اپنے بڑے بت کا نام رکھنا بتاتا ہے کہ عرب قدیم سے مہذب ہے اور اس کے ساتھ ہمیں ماننا پڑے گا کہ ان کی زبان قدیم سے عالمی زبان تھی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ عبرانی سریانی زبانوں کا پتہ بھی نہ تھا۔ مصری لوگ سامیوں کو شاسو کہتے تھے جس کے معنے مورخ کہتے ہیں کہ ان کی زبان میں بدو کے ہیں جس سے ثابت ہے کہ اس زمانہ میں سامی عرب کا ہی دوسرا نام تھا۔ مگر میرے نزدیک یہ درست نہیں کہ شاسو مصری لفظ ہے کیونکہ یہ لفظ عربی میں موجود ہے۔ عربی میں شصی ایک لفظ ہے جس کے معنے اونچا ہونے کے ہیں اور شاس ایک لفظ ہے جس کے معنے ہیں تکبر سے دیکھا یا بہادر ہوا۔ اور شوس لمبے آدمیوں کو کہتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ مصری لوگ عربوں کو خاص طور پر بہادر سمجھتے تھے اور بادیہ کی وجہ سے ان تک پہنچنا مشکل بھی خیال کرتے تھے اور شاید ارض مقدسہ کے رہنے والے سمجھ کر عرب اپنے آپ کو بڑا بھی کہتے ہوں جیسے آج بڑا سمجھتے ہیں پس ان معنوں سے وہ شاصو یاشاسو کہلاتے تھے۔ (العرب قبل الاسلام ص55)
بہر حال اس نام سے ظاہر ہے کہ سامی لوگ جو منبع ہیں سب عبری سریانی قوموں کا اصل میں عرب ہی تھے۔
(3) سامیوں کے علاوہ سب سے قدیم نام جو سامی قوموں ہی سے کسی کو حاصل ہوا ہے وہ آرامی کا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب سامی جو جزیرہ عرب کے اوپر کے حصے میں رہتے تھے عراق کے قریب خیمہ زن ہوئے تو انہیں سے بعض شہروں میں آباد ہو گئے اور وہ لوگ اپنے بدوی بھائیوں کو آرامی کہتے تھے جس کے معنے ہیں پہاڑ میں رہنے والے لوگ۔ اور جو قومیں دجلہ اور فرات کے درمیان رہتی تھیں وہ انہیں عموروی کہتی تھیں یعنی غرب میں رہنے والے لوگ۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ عرب ہی تھے اور ان کی زبان عجمی وغیرہ سے مل کر اگر کچھ بدل گئی ہو تو بھی وہ عربی ہی تھی پس اس سے بھی عربی ہی کی قدامت ثابت ہوتی ہے۔
قرآن کریم میں بھی اِرَم کا ذکر عربی اقوام ہی کیا ہے فرماتا ہے اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ (الفجر:8)
عربی میں اَرِم اور اِرَم ان پتھروں کو کہتے ہیں جو بے آب وگیاہ جنگلوں میں راستہ دکھانے کے لئے گاڑ دیئے جاویں اسی طرح ارم الارض کے معنے ہیں زمین کو بالکل اجاڑ دیا۔
ایسے ملک میں رہنے والے ہمیشہ بدوی ہوتے ہیں کیونکہ پانی سبزی کی تلاش انہیں مجبور کرتی ہے کہ ایک جگہ نہ ٹکیں اور اکٹھے نہ رہیں۔ پس ان معنوں سے آرامی اور عربی معنوں کے لحاظ سے ایک ہی چیز بنتے ہیں۔ اشتقاق کے لحاظ سے بھی یہ درست ہے کیونکہ ہمزہ اور م،ع اور ب سے بدلتے ہیں۔نیز تاریخ سے ثابت ہے کہ بھی ان لوگوں کو عریبی بھی کہا جاتا تھا۔ (العرب قبل الاسلام صفحہ 49)
(4) برسوس نامی ایک کلدانی نے چار سو سال قبل مسیح سوریا کے بادشاہ کے لئے ایک تاریخ لکھی ہے۔ اس میں وہ عراق کی سامی حکومت کو حکومت عرب کے نام سے موسوم کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سامی قوموں کی سب سے قدیم ترقی عربی ترقی تھی۔
(5) سامی زبان اور عربی زبان میں اس قدر اشتراک ہے کہ اور کسی زبان میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً (الف) سامی زبان میں رفع نصب اور جر تینوں پائے جاتے ہیں حالانکہ دوسری سامی زبانوں میں یہ امر نہیں پایا جاتا خواہ نئی ہوں یا پرانی اور اگر پایا جاتا ہے تو نامکمل۔
(ب)۔ سامی زبانوں میں تنوین کا وجود بھی ہے گو "م" کے ساتھ ۔
(ج)۔ علامة جمع سامی زبان کا بھی "ون" سے ہے گو عبرانی یم سریانی ین زبانوں میں یم اب ین سے ہے۔
(د)۔ افعال کی شکل بالکل عربی صیغوں سے ملتی ہے۔ بہت معمولی فرق ہے جو ضمنی زبانوں میں ہو جایا کرتا ہے۔
(ہ)۔ بعض الفاظ جن میں عربی اور عبرانی سریانی میں فرق ہو گیا ہے یعنے بعض حروف اڑ گئے ہیں انہیں سامی اور عربی سے اتحاد ہے مثلاً انف اور عنب میں سے عبرانی اور سریانی میں ان اڑ گیا ہے لیکن سامی اور عربی میں موجودگی یہ بہت بڑا ثبوت عربی کے پرانا ہونے کا ہے۔
خصوصاً جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ سریانی اور کلدانی سامی زبان سے نکلی ہیں لیکن باوجود اس کے سامی کو ان امور میں عربی سے مشابہت ہے اور ان سے نہیں۔
(6) اگر غور کیا جائے تو سامی اور عربی کا فرق بالکل ویسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آج کل کلامی عربی اور کتابی عربی میں ہے وہی لہجہ اور ڈھیلا پن ہے جو جدید زبان میں ہے مثلاً ساموابی (ابی سام) شمسوا ایلونا-الشمس الھنا۔ اکثرنام بھی سامی زبان کے شکلاً و معناً عربی نام ہیں۔
(7) سامریوں نے اپنے شہر ان جگہوں پر بنائے تھے کہ جہاں سے وہ آسانی سے عرب کی طرف جا سکیں حالانکہ علاقہ کی خوبصورتی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں ایرانی طرف شہر آباد کرنے چاہئے تھے۔
(8) عرب کی قدیم تاریخ میں عرب قوم کو سام ابن ارم کی

نسل سے بتایا جاتا ہے۔

غرض ایک طرف سے تاریخ بتاتی ہے کہ سامی نسلوں میں سے سب سے پرانی تہذیب سامیوں کی ہے سریانی عبرانی کلدانی سب اس سے نکلی ہیں اور عرب کہتے ہیں کہ وہ سامی ہیں۔ دوسری طرف سامی زبان اور عربی زبان کا اتحاد صاف بتاتا ہے کہ سامی عربی یا کسی قدر متغیر عربی تھی۔ پس ان امور سے ثابت ہے کہ سامی زبانوں میں سے عربی سے قدیم زبان ہے اور جن مؤرخوں نے اسے حدیث العہد قرار دیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔

اس امر کو ثابت کرنے کے بعد کہ سامی زبانوں میں شدید اتحاد ہے اور وہ اپنی بناوٹ سے ثابت کرتی ہیں کہ کسی ایک منبع سے وہ نکلی ہیں اور یہ ثابت کر کے کہ عربی ان زبانوں میں سے سب سے پرانی اور سب سے زیادہ اپنے قواعد کو محفوظ رکھنے والی ہے اب میں عربی زبان کا مقام دوسری زبانوں کے مقابلے میں بتاتا ہوں۔

سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا غیر سامی زبانوں کو آپس میں اور پھر سامی زبانوں سے کوئی ایسا اشتراک ہے کہ ہم یہ دعویٰ کر سکیں کہ وہ ضرور ایک منبع سے نکلی ہوئی ہیں۔

مگر پیشتر اس کے کہ میں اشتراک کے متعلق کچھ کہوں دو باتوں کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

1۔ محض لغات میں اشتراک زبانوں کو متحد الاصل ثابت نہیں کرتا کیونکہ (الف) بوجہ مختلف ممالک کے مخصوص جمادات نباتات و حیوانات اور مظاہر قدرت کے فرعی زبانیں بھی بعض الفاظ ایجاد کرنے پر مجبور ہیں اور مادری زبان وہ لفظ ان سے عاریتاً لینے پر مجبور ہے پس ان الفاظ کا اشتراک نہ متحد الاصل ہونا دلالت کرتا ہے نہ ایک کو ماں اور دوسری کو فرع ثابت کرتا ہے۔

(ب) ہر قوم اپنے ارتقاء کے بعد ہی بعض ایجادات کرتی ہے اور بعض اصطلاحات وضع کرتی ہے ان ایجادات اور اصطلاحات کو سب قومیں آپس میں تبادلہ کر لیتی ہیں ان کا اشتراک بھی تعلق باہمی کو ثابت کرتا ہے مگر ایک کا ماں ہونا اور ایک کا فرع ہونا ثابت نہیں کرتا اور نہ متحدالاصل ہونا ثابت کرتا ہے۔

(ج) اگر ایک ضروری لفظ بھی لغت میں عاریتاً لیا گیا ہو مگر اس کا ہم معنی لفظ موجود ہو تو بھی اتحاد اصل پر دلالت نہیں کرتا جیسے اردو میں مادر برادر اِن لاء کے الفاظ۔ پس اشتراک کے لئے ضروری ہے کہ ان الفاظ میں ہو جو اصولی ہیں اور جن کے بغیر کوئی قوم گزارا کر ہی نہیں سکتی اور جن میں مشترک لفظوں کے سوا دوسرے لفظ جو اشتراک ظاہر نہ کرتے ہوں موجود نہ ہوں یا اگر دوسرے لفظ ہوں تو سب اشتراک ظاہر کرتے ہوں۔

(2) جہاں غلط طریق اشتراک سے بچنا ضروری ہے وہاں غلط اختلاف سے بھی ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ بعض جگہ پر اتحاد ہوتا ہے لیکن بظاہر اتحاد نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ (الف) زبانوں کی بیماریوں (ب) آب و ہوا کے اثر (ج) قریب المخرج حروف کے غلط سماع سے حروف آپس میں بدلتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ کئی کئی تغیر یکے بعد دیگرے ہوتے چلے جاتے ہیں اس سے متاثر نہیں ہونا چاہئے بعض جگہ دوسرے گرامری قواعد کے سبب سے اصل لفظ بھی دوسرے حروف میں چھپ جاتا ہے۔ اسے نکالے بغیر اشتراک ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اشتراک معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ان اصول کو یاد رکھے جو اختلاف السنہ کا موجب ہیں۔ جب اختلاف ایک ہی زبان میں آہستہ آہستہ پیدا ہو جاتا ہے تو دوسرے حالات میں جا کر لفظ میں کیوں اختلاف نہ پیدا ہو جائے گا۔ پس گرد و غبار کا صاف کرنا ضروری ہو تا ہے۔

اس تمہید کے بعد میں چند الفاظ اشتراک السنہ کے ثبوت کے لئے لیتا ہوں۔

لفظ۔ میں ضمیر واحد متکلم

عربی: انا۔ سنسکرت اہم ahom

مگیار: (Magyar) ہنگرین زبان) این۔ چینی۔ نگو

تبتی: گنا گنو۔ نیپال کی چار زبانوں میں گنا ایسٹرن فرنٹیئر بنگال آن۔

سنٹرل انڈیا کی چھ زبانوں میں: انن۔ ان انا اور انو

جنوبی انڈیا کی پانچ زبانوں میں: آن۔ این۔ آن۔ آنو اور آنے کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ یورپ و ایشیا کی ایک سو چالیس زبانوں میں سے نوے فیصدی میں نا کا لفظ کسی نہ کسی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔

تو

عربی: انت۔ سنسکرت: تَوَم

ایشیا یورپ کی ایک سو چوالیس زبانوں میں اس لفظ کے لئے یا ''ن۔ا'' کا مرکب استعمال ہوتا ہے یا ''ت'' بعض دوسرے لفظوں سے ساٹھ فیصدی ''ن۔ا'' ہے اور پچیس فیصدی ''ت''۔ عربی میں دونوں جمع ہیں اس لئے دونوں ہی اس تائید میں ہیں۔ خود سنسکرت کا تَوَم بھی اصل میں ''تَوَن'' ہے۔ الٹا کر ''ونت'' بنا ہے۔

یہ

سنسکرت اوام عربی ھٰذا

مگیاراز - جارجین از۔ تبت دو۔ دی۔ اودی۔ نیپال یا نارتھ ویسٹرن بنگال۔ ایتھو۔ ایتھی۔ ایدانگ۔ برمن۔ دین۔ تھی۔ سنٹرل انڈیا او۔ اوا۔

ساتھ

سنسکرت بِھس۔ عربی ب۔ دون۔ عند۔ انگریزی بائی۔ لاطینی Per براہوی این۔ جنوبی ہند کی چھ زبانوں میں اند یا اندہ سیام تو (جو دون بن سکتا ہے) ایسٹ بنگال ڈونگ۔ چائنیز ٹانگ۔

میں

عربی فی۔ نیپال کی بارہ زبانوں میں بھی پی یا بی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

ایک

عربی - واحد احد۔ وِتر۔ سنسکرت ایکا۔ چونکہ کاف ح سے بدلتی ہے یہ ایحا ہوا یہ احد سے مشابہ ہے۔

ایسٹرن بنگال ۔ ایترو جو وتر سے ہے دوسری زبان آخت احد سنٹرل انڈیا وکٹ جو واحد ہے دوسری زبان میں بھی اکٹ جو احد ہے۔

جنوبی ہند کی چھ زبانوں میں واندے آندے بولتے ہیں جو قواعد کے مطابق واحد احد بنتے ہیں۔

باپ

عربی اب ۔ سنسکرت پتری پتا۔ چین آپا۔ پالا۔ تبتی زبانوں میں تین میں آیا ہے جو اب ہی ہے۔ نیپال میں سوائے ایک کے باقی سب میں آپا آبا یا وا اپنا باپو وغیرہ ہے۔

N . E. بنگال کذالک- آبا آپا بقیہ علاقوں میں پاپا۔ بھایا۔ با سے لفظ بنتا ہے۔

سیام۔ پا۔ پھا۔ پو۔ سنٹرل انڈیا با آبا۔ آبا وغیرہ۔

فرانسیسی Pere - لاطینی Pater انگریزی فادر

ماں

عربی۔ ام۔ سنسکرت ماتری۔ چینی زبانوں کی کثرت میں آما۔ نیپال آما۔ یا ایما یا آمو۔ بنگال ما۔ آما۔ ایما۔ سیام - می۔ مو۔ سنٹرل انڈیا ما اما۔ مائی۔ ایانگ یہ بھی ایاما ہے۔ ان الفاظ سے صاف ثابت ہے کہ اشتراک بہت نمایاں ہے اور ایسے الفاظ میں ہے جو مختلف ملکوں کی خصوصیات اور ارتقاء سے تعلق نہیں رکھتے۔ اشتراک کے اصول کو اگر مدنظر رکھا جائے اور ابدال کے قواعد کو استعال کیا جائے تو اکثر لفظوں میں اشتراک ثابت ہو جائے گا۔

اس کے بعد اب یہ سوال ہوتا ہے کہ اس اشتراک کی موجودگی میں کون سی زبان دوسری زبانوں کے لئے منبع تسلیم کی جا سکتی ہے یا کوئی بھی نہیں کی جا سکتی۔

میرا جواب یہ ہے کہ عربی منبع قرار دی جا سکتی ہے بلکہ اس کی تائید میں اس قدر ثبوت ہیں کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

اس کے ثبوت

الف

1۔ اس زبان میں بہت وسعت ہے اور تمام انسانی بیماریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے یعنی ہر تم کے نقص والا انسان اس کے ذریعہ سے بے تکلف بول سکتا ہے لطیفہ

امر امیر الامراء ان یتحفرا بئرٌ فی الطریق یشرب منہ الصادر و الوَارِدُ

حکم حاکم الحکام ان یُقلَبَ القلیب فی السبیل لینفع منہ الصادی والبادی

بے نقطے کے بعض نے تفاسیر لکھ دی ہیں گویا ہر ضرورت اس میں موجود ہے۔ باء۔ اس میں وسعت کے لئے اعلیٰ درجہ کا سامان موجود ہے ابواب مزید فیہ۔

قواعد مصادر۔ افضل التفضیل۔ صفت شبہ اوزان مبالغہ۔ مصدر میمی۔ ظرف مکان ظرف زمان اسم آلہ قواعد تصغیر۔ نسبت و غیرہ قواعد تعدیہ۔

2۔ اس کے تمام قواعد فلسفیانہ اور اصول کے مطابق ہیں ثلاثی رباعی زیر کیوں آئی زبر کیوں آئی اعلال۔ ادّغام ۔ عوض ابدال وغیرہ ہر اک قاعدہ کے ماتحت ہے۔

اس کی بناوٹ اپنے اندر خود فلسفیانہ رنگ رکھتی ہے اپنے الفاظ کے اجزاء خود معنے رکھتے ہیں یعنی الف حرکات باء حروف الف ج ترتیب حروف د۔ مصاحبت حروف اس کی بنیاد لفظ نہیں حرف ہیں۔ اور حرکات حرکات کی مثال معمولی اختلاف حرکات سے مشابہ معنے پیدا کر دیئے جاتے ہیں جیسے خَلق و خُلُق۔ ایک جسم پر اور دوسرا اخلاق پر اور لطف یہ ہے کہ خلق کا لام ساکن ہے اور خُلق کا لام مرفوع ہے جس میں حرکت مزید کی طرف اشارہ ہے۔ رِقُم رُقم (جسے اردو میں ہم رقم کہتے ہیں) کہ رُقم رِقم کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ اَثَر۔ نشان اُثُر نشان زخم الاُثُرَۃ - المَکرُمَۃُ - المتوارثَۃ - الْبَرد سردی البَرَدُ اولے ژالے الْبُرد کُرنا کپڑا جو سردی کو دور کرنے کے لئے پہنا جائے۔ زَبَد-زَبَدَۃ۔ جھاگ میل۔ زُبدَۃٌ زُبدٌ مکھن۔

جرم قطع جرم گنہ ۔ اور یہ سب تغیر معنی اصول کے ماتحت ہے۔ عربی میں اخلاق و سیّات کی لطیف تشریح ہے ہر قسم کے اخلاق و سیّات بیان ہوئے ہیں عربی کے....

3۔ اس کے اسماء اپنے اندر معنے رکھتے ہیں اور مسمّٰی کے خواص پر دلالت کرتے ہیں۔ پس غیر زبانوں کے لفظوں کو بدل کر اور لفظ رکھ دیئے جاویں تو کوئی حرج نہیں لیکن عربی کے لفظ نہیں بدل سکتے۔

دوسری زبانوں میں اسماء اصل ہیں یا اسماء اور افعال مستقل ہیں الا ماشاء اللہ عربی زبان میں جذبات اصل ہیں اور ان کے ماتحت اسماء و افعال ہیں اور یہی حقیقت ہے پہلے حواس اور آثار پیدا ہوتے ہیں ان کے مطابق نام رکھے جاتے ہیں اسی کی طرف اشارہ ہے قرآن کریم میں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ورنہ یوں ہی علامت کے طور پر اگر نام رکھنا ہوتا تو فرشتے بھی نام رکھ سکتے تھے جو لفظ چاہتے بولتے جاتے۔

امثلہ

پہلی مثال خود نام کے لفظ کی ہی لے لو۔ اسم کا لفظ عربی زبان کے قواعد کے لحاظ سے س م و سے بنا ہے جس کے معنے بلندی اور ارتفاع کے ہیں پس اسم کے معنے ہوئے کہ وہ بات جس سے دوسرے وجودوں سے ممتاز ہوتا ہے پس نام عربی زبان کے مطابق اسی لفظ کے ساتھ رکھنا چاہئے جو اس چیز کے لئے مابہ الامتیاز ہو۔ اور دوسری مثال اب کی ہے اب اصل ا ب و سے ہے یہ تین حرف عربی میں جمع ہوتے ہیں تو ان کے عجیب معنے پیدا ہوتے ہیں یعنی ایک چیز کی طرف جھکنا بھی اور ساتھ اس کے اس سے۔۔۔ بھی ہونا چنانچہ اس کے دو مشتقات اَوْب اور وأب میں رجوع اور خوف اور حیاء کے ملنے پائے جاتے ہیں پس اب کے معنے ہو وہ وجود جس کی طرف رجوع بھی کیا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی ایک حد تک حیاء اور خوف کا پہلو بھی شامل ہوتا ہے اور باپ کا مقام بچے کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے لئے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن ماں کے مقابلہ اس سے کسی قدر خائف بھی ہوتا ہے اور اس سے سوال میں نسبتاً حیاء بھی کرتا ہے۔

تیسرا لفظ ام یعنے ماں کا ہے ام کے معنے عربی زبان میں کسی کی طرف رجوع کرنے کے ہوتے ہیں اور اپنے طریق پر چلانے کے ہوتے ہیں ان معنوں کے رو سے ام کے یہ معنے ہوئے کہ جس کی طرف بچہ بار بار لوٹتا ہے۔ اور جو بچہ کے اخلاق اور عادات کی بنیاد رکھتی ہے اب دیکھو کیسا لطیف نام ماں کا ہے باپ کی طرح یہاں خوف و حیاء کا دخل نہیں اور اخلاق کی بنیاد کا ذکر کر کے بتایا ہے کہ ماؤں کی درستی سے اولاد کی درستی ہو سکتی ہے۔

چوتھا لفظ میں پانی کا لیتا ہوں کہ اس پر حیات کا مدار ہے عربی میں پانی کوماء کہتے ہیں عربی قواعد کے لحاظ سے یہ اصل میں م و ہ سے بنا ہے چنانچہ جب اس کی جمع کرتے ہیں تو میاہ کہتے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں تو م و ہ کے معنے عربی میں مل جانے اور رونق اور حسن کے ہیں۔ پس ماء کے معنے ہوئے دوسری اشیاء سے مل جانے والی اور ان میں رونق اور حسن پیدا کر دینے والی شے۔ اب دیکھو یہ کیسی اعلیٰ تعریف پانی کی ہے پانی کس طرح دوسری اشیاء میں اپنے وجود کو گم کر دیتا ہے اور پھر کس طرح ان کی رونق اور حسن کے بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔

پانچواں لفظ کھانا ہے کھانے کو عربی میں طَعَام کہتے ہیں اور ط ع م کے معنے ذائقہ اور پیٹ بھرنے کے ہوتے ہیں پس طعام کے معنے ہوئے وہ چیز جس کا ذائقہ اچھا ہو اور جسے انسان کا جسم بطور غذا استعمال کر سکے اور اس سے سیر ہو سکے۔

6۔ انسان یہ ان س میں سے نکلا ہے جس کے معنے محبت کے اور دوسری شے سے لگاؤ کے ہیں اور ان تثنیہ کے لئے ہے پس اس کے معنے ہوئے کہ وہ وجود جو دوسروں سے مل کر کام کرنے کا میلان رکھتا ہے۔ یعنے مدنی الطبع ہے اور ان نے بتایا کہ انسان کا یہ میلان دو قسم کا ہے ایک خالق کے لئے اور ایک مخلوق کے لئے ہمیشہ دو جستجوئیں ہمیشہ اس کے دل میں رہتی ہیں ایک بنی نوع انسان کے ملنے کی اور ایک خالق سے تعلق کی۔

7۔ دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے اس کے ہر فرد کا نام عربی میں شئے ہے۔ خواہ بڑی سے بڑی ہو خواہ چھوٹی سے چھوئی شئے کے معنے ہیں چاہی گئی اور اس کے دو معنے ہیں (1) ہر ایک چیز چاہی گئی ہے یعنے کسی بالا ہستی نے اسے پیدا کیا ہے (2) اور دوسرے یہ کہ ہر ایک چیز جو دنیا میں نظر آتی ہے اس کی خواہش کی گئی ہے یعنی وہ کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرتی ہے کوئی چیز بے فائدہ نہیں۔ دیکھو اس طرح کل کائنات کو ایک طرف تو ایک خالق کی طرف منسوب کیا ہے دوسری طرف تمام کائنات کے مخفی فوائد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

8۔ سماء..س م و سے ہے جس کے معنے بلندی کے ہیں پس اس کے معنے ہوئے کہ جو چیز میں اپنے سے اوپر نظر آتی ہے چنانچہ اسی نسبت سے عرب چھت کو بھی اور بادل کو بھی سماء کہہ دیتے ہیں۔

9۔ ارُض۔ارض کے معنے عربی زبان میں (اَرَضَ۔اَرُضا) کثرت سے روئیدگی کے پیدا ہونے کے اور خوبصورتی اور پھیلاؤ کے ہیں پس ارض کے معنے ہوئے ایک خوبصورت...زمین جو خوب پھیلی ہوئی ہے اور اس میں سے قسم قسم کی روئیدگی نکلتی ہے۔

10۔ عربی زبان میں انسانی فطرت اور طبیعات کی باریکیوں کو بیان کیا گیا ہے پیشتر اس کے کہ فلسفیوں نے ان پر سے پردہ اٹھایا مثلاً میں اس حقیقت کو لیتا ہوں جو اس زمانہ میں ماہرین نفسیات کے لئے معمہ بنے رہے ہیں اور جس پر فروڈ کو سائیکوانیلی سس کا نظریہ ایجاد کرنا پڑا ہے۔

وہ شجاعت ہے عام طور پر بہادری کے یہ معنے سمجھتے ہیں کہ وہ شخص ڈرتا نہیں حالانکہ صرف نہ ڈرنا اعلیٰ صفت نہیں بعض دفعہ وہ نقص ہو سکتا ہے قلت متاثر انسان کو نڈر بنا سکتا ہے ڈر تو کسی چیز کی قیمت کو پہچان کر اس کی حفاظت کے شدید احساس کا نام ہے جب مقابلہ سے نہ بچا سکے بھاگ کر اسے بچائے جب اپنی طاقت کے اندازہ کی غلطی کی وجہ سے یا حفاظت کا خیال جاتا رہ کر صرف خوف باقی رہ جائے تو یہ عیب کہلاتا ہے ورنہ کوئی عیب نہیں۔ اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے جنگ میں شیل شاک کی بیماری ہوتی تھی۔ لوگ ایک طرف اپنی جان کا خوف رکھتے تھے دوسری طرف ملک کی خدمت کا خیال تھا اپنے خوف کو چھپاتے تھے اور حب وطن کے خلاف سمجھتے تھے حالانکہ عام آدمی کے نزدیک یہ مرتبہ عزت کا مرتبہ ہے نتیجہ اس اندرونی جنگ کا بیماری پیدا ہونا تھا۔ عربی نے اس فرق کو سمجھا ہے اور شجاعت کے مختلف مدارج قرار دیتے ہیں جو یہ ہیں۔

شجاع۔ جو خوف کو محسوس کرے لیکن خوف سے مغلوب نہ ہو اور اپنے فرض کو ترک نہ کرے۔

مُتَهَوِّر۔ جو بے عقلی سے حملہ کرے اور اس کا خیال نہ رکھے کہ نتیجہ کیا ہو گا۔

گویا اوّل الذکر وہ ہے جس کے سامنے اس کے مقصد کا حصول بہ حسن تدبیر ہے اور ثانی الذکر وہ جو مقصد بھی اور حسن تدبیر بھی بھول جاتا ہے اور صرف ہلاکت دشمن اس کا مقصود رہ جاتا ہے جسے اندھا دھند کہتے ہیں۔

شجاع کے بعد... ہے کہ اس کے دل کی مضبوطی ایسی ہو کہ خطرہ اسے متفکر ہی نہیں کرتا۔

اگر وہ شجاعت میں اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ دشمن کے پاس خود پہنچتا ہے گو احتیاط برتتے ہوئے تو وہ حَلبَس ہے۔

بعض لوگ نیچر سے خائف ہوتے ہیں مثلاً رات سے ڈرتے ہیں گو آدمیوں سے نہیں جو محض نیچر سے نہ ڈرے وہ مِخْشَف ہے۔

جب اس کے چہرے سے نڈر ہونا پایا جائے اور مخالفت پر اسے غصہ آجائے گو تہور کی طرح عقل نہ ماری جائے تو وہ باسِل ہے۔

جب جرأت کے ساتھ جسمانی طاقت اور ہنر بھی ہو جس کی وجہ سے دشمن سے انسان مأمون ہو جائے تو وہ بَطَلٌ ہے۔

دیکھو کس طرح شجاعت کے مدارج اور باریک فرق بتائے ہیں اور اس اندرونی خلش سے محفوظ کر دیا ہے جو شیل شاک کہلاتی ہے۔

اسی طرح بزدلی کے مدارج بتائے ہیں۔

(1) جبان۔ جس پر خوف غالب آجائے لیکن وہ خوف کا مقابلہ کرتا ہو

(2) مغھور - جو بزدل ہو لیکن بوجہ خفقان وغیرہ بیماریوں کے یہ قابل ملامت نہیں

(3) وَرِعٌ۔ضَرِعٌ جس کا دل اور جسم دونوں کمزور ہوں اور اس وجہ سے بزدل ہو۔جبان کے بعد مستوھِل ہے جو بزدلی کا مقابلہ نہ کرتا ہو اور ہتھیار پھینک چکا ہو۔

پھر تحدیہ ہے کہ ظاہر جسم پر رعشہ طاری ہو جائے۔پھر ھجُھَاج ہے کہ خوف دیکھا اور بھاگ پڑے ظاہری وقار دکھانے کی بھی ہمت نہ رہے۔

اس کے بعد ھِرْدَبّہ ہے کہ خوف سے ہاتھ پاؤں پھول جائیں اور سب قویٰ مخمل ہو کر موت کے کنارے جا لگے۔

سخاوت اور بخل

بخیل جو مال دیتے ہوئے تنگی محسوس کرے پھر مُسُك جو مال قبضہ سے نکلنے نہ دے لَحِزٌ کہ جب مال جائے تو اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچے۔

پھر شَحِیْحٌ جو بخل کے ساتھ حریص بھی ہو صرف اپنے مال کو روکنا نہ چاہے بلکہ دوسرے کے مال کو بھی چھینا چاہے

پھر فَاحِشٌ جو اپنے بخل پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کر سکے

پھرحِلِزٌ یعنے ایسا بخیل جو اپنی سب قوتوں کو بخل کے لئے لگا دے حلز کے معنے کپڑے اڑس کر تیار ہو جانے کے ہوتے ہیں۔

سَخِي :مُتَسَخِّي جو دل کا سخی نہ ہو مگر عملاً سخی بننے کی کوشش کرے۔

2۔ سخی جس کا دل سخاوت پر برا نہ منائے۔

3۔ اَرْیَحی۔ جس کا دل سخاوت پر خوش ہو۔

4۔ الکریم جو سخاوت ایسے موقع پر کرے جب اس کا کوئی نفع اس میں پوشیدہ نہ ہو۔

5۔ العیداق جو سخاوت کرتے ہوئے حسن خلق سے بھی پیش آئے۔

دماغی قابلیت

دماغی قابلیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل لفظ قابل غور ہیں۔

1۔ شک جب کسی امر میں فیصلہ نہ کر سکے۔ 2۔ جب ایک طرف دلیل کا پہلو غالب ہو اور اس کا تتبع کرے ظن ہے۔ 3۔ وہم جب دلیل کے مغلوب پہلو کی طرف راجع ہو وہم ہے۔ 4۔ ریب جب تک انسان کے عمل پر اثر ڈال دے۔ 5۔ بری تحریک یا دماغی خرابی سے جو خیال پیدا ہو وہ وَسواس یا وَسْوَسَہ ہے۔ پھر تصدیق ہے یقین ہے ایمان ہے۔

(باء) اس کے حروف آگے پیچھے ہو کر متشارك معنے دیتے ہیں جس سے صاف معلوم ہو تا ہے کہ علاوہ حرکات کے مقام حروف بھی حکمت سے خالی نہیں۔

مثالیں

1۔ شوب معنے ہیں ملا دینے کے شاب اللّبن بالماء وشب اس کی جمع اوشاب ہے۔ اس کے معنے ہیں اخلاطٌ من الناس۔

وبش سے اوباش اخلاط الناس

بوش القوم المختلطین من قبائل شتی ایضا طعام من حنطة وعدس ولطّین ویجعل فی التنور۔

2۔ حفت الحیة کان لجلاها صوت عند مشیها۔فحت الحیة أردت آن صوتها کان من فمهان جلاها۔

صرف تین لئے جاویں۔

3۔ طعم۔ کھا لیا۔ اعطتم الرجل ہلاک ہوا۔

طمع لینے کی خواہش۔ عمطه عرضه عابه ولامه

معطه الشعر بال نوچ لئے۔ مطعه اکله بمقدم النامه

سب ہی لے لینے اور جذب کر لینے کے معنے ہیں۔

(ج) اگر متشارك معنے نہ ہوں تو بھی ایک حروف کے لفظ میں ایک اصولی معنے مشترک پائے جاتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معنے حروف سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ الفاظ سے۔

مثال۔ ج ر ب حفاظت و اصلاح کے معنے دیتا ہے۔

جبر اصلاح اور جبر- رجل مجرب جو مختلف حالات میں سے گزر کر دھوکا کھانے سے محفوظ ہو گیا ہو۔

جرَاب کیو نکہ وہ روپیہ کو محفوظ رکھتی ہے۔

بُجْرَةٌ ناف کیونکہ اسے زندگی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

برج کیونکہ اس سے حفاظت ہوتی ہے۔

برج آنکھ کی سفیدی جو اچھی ہو آنکھ کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔

رَجَبَتُ الرّجل اذا قوّیته وعظّمت اَمْرَہ رجبه درخت کے نیچے جو ٹیک لگاتے ہیں حفاظت کیلئے۔

2۔ ب ش ر۔ کثرت و اختلاف کے ملنے پائے جاتے ہیں۔

البشر انسان جو مختلف القوی ہوتا ہے اور جس کے منہ پر احساسات سے رنگ بدلتے ہیں۔

البَشَارَة ۔ وہ خبر جس سے چہرہ کا رنگ بدل جائے گو عام طور پر اچھی خبر کے لئے ہے۔

مکَانٌ اَبْرشٌ۔کثیر النبات مختلف الالوان

شَرِتَ رَوِی معنے تازگی آ گئی۔

الشبر العطیة شبره مالا ـ آعطاه آزبش الشجر اورق آخرین واخرج ثمره ارض ربشاء کثیرة العشب مختلفه الوانها۔

الربشة اختلاف اللون۔

3۔ س م ل نرمی اور سہولت کے معنے دیتا ہے اور چیز کو کھینچ لینے اور سخت کرنے کے بھی ہیں۔ اضداد س سے ہے۔

سمل پرانے اونی کپڑے کو کہتے ہیں کیونکہ اوپر سے رواں اڑ کر کچھ نرم ہو جاتا ہے۔

سمل بینهم أضلع سمل فلان بالقول نرم نرم باتیں کہی۔ مَسَلَ۔ پانی نال میں چلا یعنی نرمی سے۔

سلم سلامتی سُلَّم سیڑھی جس کے ذریعہ سے آسانی سے اوپر چڑھ جاتا ہے۔

مُلِسَ۔ نرم ہو گیا۔ اور ملس الرجل بلسانه داهنه وتملقه

لمس۔ چھوا۔ تلاش کی اللمیس المرأة البیئة اللمس۔

لسَم۔ ذاق۔ چکھی بھی اچھی چیز جاتی ہے لَسمَ سَکَتَ حیاء

چونکہ اس کے معنے ضد کے ہیں اور کھیچنے اور سخت کرنے کے بھی ہیں اس لئے اب ہم ان معنوں کو دیکھتے ہیں۔

ملس الشئ قه واستأصله

إمتسل السیف سُلّه

سمل عینه فقأها

سلمته الحیّة لَدَغته۔السّلم کیکر کی قسم کا درخت جو لعاب کھینچ لیتا ہے۔ Stringent

باقی صفحہ 8 پر

ڈاکٹر مرزا سلطان احمد

احادیث نبویہؐ میں خوراک کے ضیاع کے بارے میں ہدایات اس دور میں زیادہ اہم کیوں ہیں؟

آنحضرت ﷺ کی مبارک احادیث میں کھانے پینے کے متعلق جو اصولی راہنمائی پائی جاتی ہے اس میں سے بعض ہدایات نیچے درج کی جاتی ہیں۔

’’حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کھانا کھاتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے اور آپ فرماتے تھے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو اس کا گندہ حصہ علیحدہ کرے اور اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔ اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پونچھ لیں رکابی کو اور فرماتے تھے کہ تم نہیں جانتے کس کھانے میں تمہارے لئے برکت ہے۔‘‘

(جامع ترمذی۔کتاب الاطعمۃ۔باب مَا جَاءَ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ حدیث نمبر:1803)

اور جامع ترمذی کے اسی باب میں مذکور اگلی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم درج ہے کہ جو کسی برتن میں کھائے تو اسے پونچھ لے۔

سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث مذکور ہے۔

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا۔ آپ نے اسے اُٹھایا اور پونچھا اور کھا لیا۔ اور فرمایا کہ اے عائشہ عزت والی چیز کو عزت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رزق جب کسی قوم سے چلا گیا تو اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ۔کتاب الاطعمۃ۔باب نهي عن القاء الطعام)

رزق کی قدر کرنے کے بارے میں صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر پر کھانا تناول فرمایا۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

’’روٹی ، گوشت اور خشک اور تر کھجوریں ۔مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال ہو گا۔‘‘

(صحیح ابن حبان کتاب الاطعمۃ۔ذکر الامر بتمحید اللہ جلّ وعلا عند الفراغ من الطعام علی من اسبغ و افضل و انعم)

اور سامنے موجود کھانے کو آخر تک ختم کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا :

’’یقیناً کھانے کے آخری حصے میں برکت ہے۔‘‘

(حیح ابن حبان ۔کتاب الاطعمۃ ۔باب ذکر الامر للمرء بلعق الاصابع للاکل قبل مسحها بالمنديل ضدّ القول من تفذّ رہ)

آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے یہ دستر خوان پر کھانے کے بچ جانے والے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بھی ضائع نہ کرنے بارے میں یہ ہدایات عطا فرمائیں ۔

’’جو دستر خوان پر ریزوں کو تلاش کرے گا اس کی بخشش کر دی جائے گی۔‘‘ (کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد 8 ص 118)

’’روٹی کی قدر کرو۔کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی برکتوں سے اتارا اور زمین کی برکتوں سے نکالا ہے۔جو دسترخوان کے ریزے کھائے گا اس کے گناہ معاف ہوں گے۔‘‘

(کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد 8 ص 120)

اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دستر خوان پر کھانے کو ضائع نہ ہونے دینا اولاد کی تربیت کا بھی عمدہ ذریعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

’’جس نے دسترخوان کے ریزے کھائے وہ وسعت کی زندگی گزارے گا اور اپنے بیٹے اور پوتے میں حماقت سے محفوظ رہے گا۔‘‘ (کنزالعمال اردو ترجمہ از دارالاشاعت جلد8ص 123)

مندرجہ بالا احادیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خوراک ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ یہ وہ نعمت ہے جس کا حساب لیا جائے گا۔جو توجہ سے خوراک کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے تو یہ فعل اس کے لئے بخشش اور خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔ان ارشادات کی ایک واضح حکمت تو یہ ہے کہ خوراک بہرحال اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔لیکن اس دور میں جب کہ ہر قسم کے اعداد و شمار جمع ہو رہے ہیں اور کسی بھی چیز کا جائزہ لینا پہلے کی نسبت بہت آسان ہو چکا ہے، یہ جائزہ لینا ضروری ہے اس طرح اگر خوراک کو ضائع ہونے سے بچایا جائے تو اس کے کیا عالمی اثرات ہو سکتے ہیں ؟ یا دوسری صورت میں اگر خوراک کو ضائع ہونے دیا جائے تو اس کے دنیا پر کیا اثرات پڑ سکتے ہیں؟

پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ مختلف مراحل میں اندازاً ہر سال دنیا میں کتنی خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ خوراک کے عالمی ادارے FAO کے اندازے کے مطابق ہر سال دنیا میں 1.3ارب ٹن خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اسے بچا کر استعمال میں لانا ممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال دنیا بھر میں جتنی خوراک لوگوں کے پیٹ میں جانے کی بجائے ضائع ہو جاتی ہے وہ دنیا بھر کی خوراک کی پیداوار کا ایک تہائی ہے۔ اس کی قیمت 2.6کھرب امریکی ڈالر کے برابر ہے۔ یہ مقدار اتنی ہے کہ دنیا بھر میں جن لوگوں کو صحیح خوراک میسر نہیں نہ صرف اِن لوگوں کو کھلانے کو کافی ہے بلکہ اگر ان سے چارگنا زیادہ تعداد میں لوگ دنیا میں بھوکے ہوں تو ان کا پیٹ بھرنے کے لئے بھی کافی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اِس وقت بھی دنیا میں اتنی خوراک پیدا ہو رہی ہے جو کہ دنیا میں موجود آبادی کی ضرورت سے زیادہ ہے لیکن یہ خوراک اتنی زیادہ مقدار میں ضائع ہو جاتی ہے کہ دنیا میں 81کروڑ سے زائد افراد پوری طرح اپنا پیٹ نہیں بھر سکتے۔

یہ صورت حال واضح ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ خوراک ضائع کر رہا ہے اور دوسرا کم از کم مطلوبہ خوراک سے بھی محروم ہے۔اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 2018ء میں دنیا میں پانچ سال سے کم عمر بچوں میں 21.9فیصد بچوں کا قد خوراک کی کمی کے باعث چھوٹا رہ گیا تھا۔جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً ڈیڑھ کروڑ بچوں کا قد عمر سے چھوٹا تھا۔اور 7.3فیصد بچوں کا وزن قد کی نسبت سے چھوٹا تھا ۔ دوسری انتہا یہ تھی کہ پانچ سال سے کم عمر بچوں میں سے 5.9 فیصد بچے موٹاپے کا شکار تھے۔دنیا کے تین خطے ہیں جہاں پر خوراک کی کمی کی وجہ سے بچوں میں چھوٹے قد کا مسئلہ زیادہ سنگین ہے اور یہ خطے جنوبی ایشیا، مشرقی افریقہ اور وسطی افریقہ ہیں۔ایسے پانچ بچوں میں سے دو جنوبی ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

(Levels and trends in child malnutrition UNICEF / WHO / World Bank Group Joint Child Malnutrition Estimates 2019)

خوراک کی پیداوار کا بہت سا حصہ کھیتوں میں جمع کرتے ہوئے یا خوراک کی ترسیل اور پیکنگ کے وقت ضائع ہوجاتا ہے۔ اور جو صنعت کھانے پینے کی اشیاء کوکھانے والوں یعنی صارف تک سپلائی کرتی ہے وہ بھی بڑی حد تک اس ضیاع میں حصہ دار ہے۔کئی ممالک میں تو اس ضمن میں سائنسی خطوط پر اعدا و شمار جمع نہیں کئے گئے۔ مگرایک تحقیق کے مطابق سویڈن میں فوڈ سروس انڈسٹری کھانے پینے کی جو اشیاء خریدتی ہے اس میں سے بیں فیصد ضائع کر دیا جاتا ہے۔امریکہ میں پرچون کی سطح پر کھانے پینے کی اشیاء کا 19 فیصد ضائع جاتا ہے۔کم وسائل والے ممالک بھی خوراک کے ضیاع میں امیر ممالک سے کچھ زیادہ پیچھے نہیں ہیں۔ایک طرف دنیا کے کروڑوں افراد بھوکے ہوں اور دوسری طرف اس سنگدلی سے خوراک ضائع کی جا رہی ہو، یہ ایک المیہ نہیں تو کیا ہے؟

امریکہ میں کینساس سٹیٹ یونیورسٹی نے اپنے طلباء میں دو مرتبہ یہ جائزہ لیا کہ کتنے فیصد طلباء اپنی ٹرے میں کھانے کی اشیاء چھوڑ دیتے ہیں؟ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ناشتہ میں 49 فیصد، دوپہر کے کھانے میں 55 فیصد اور رات کے کھانے میں35 فیصد طلباء کھانے کی اشیاء مکمل طور پر کھائے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق دنیا میں باقی مراحل پر جو غذا ضائع جاتی ہے وہ تو ضائع جاتی ہے صرف پلیٹوں کے اندر بھی 6 فیصد سے کچھ زائد خوراک ضائع ہو جاتی ہے۔اور یہ ابھی سب سے کم اندازہ ہے دوسری تحقیقات کے مطابق یونیورسٹی کے کھانے کے مقام پر 11سے 30 فیصد خوراک پلیٹوں میں ضائع ہوجاتی ہے۔

(Quantifying Food Plate Waste: Case Study of a University Dining Facility by Ochieng’ Allan Alooh)

LUMS یونیورسٹی نے لاہور کے ریستورانوں میں تحقیق کی کہ کتنی خوراک ضائع کی جاتی ہے۔اس تحقیق کے مطابق ان مقامات پر خوراک کی تین بڑی وجوہات ضرورت سے زیادہ کھانا تیار کرنا، کھانا کھانے والوں کا کھانے کو ضائع کرنا اور کھانے کا سڑ جانا ہیں۔اس تحقیق کے مطابق جتنا مہنگا ریستوران ہو گا اتنا ہی یہ امکان زیادہ ہو گا کہ ضرورت سے زیادہ کھانا تیار ہونے کی وجہ سے رزق ضائع جاتا ہے۔اور سستے ریستورانوں میں زیادہ تر کھانا اس لئے ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ کھانے والے پلیٹوں میں کھانا کھائے بغیر چھوڑ دیتے ہیں۔

(Musa Aamir, Huzaifa Ahmad, Qasim Javaid & Syed M. Hasan (2018) Waste Not, Want Not: A Case Study on Food Waste in Restaurants of Lahore, Pakistan, Journal of Food Products Marketing, 24:5, 591-610, DOI: 10.1080/10454446.2018.1472695)

اس مسئلہ پر دنیا بھر میں تحقیق کی جا رہی ہے کہ خوراک کے اس ضیاع پر کس طرح قابو پایا جائے؟ سب سے پہلے تو کھیتوں میں اناج کے ضیاع پر قابو پانا اور ترسیل کے دوران اور معیار برقرار رکھنے کے نام پر خوراک ضائع ہونے کو روکنا ضروری ہے۔ اس بات کی احتیاط کرنی ضروری ہے کہ ضرورت سے زیادہ کھانا نہ پکایا جائے۔جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو افراد کا کھانا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الاطعمۃ،باب طعام الواحد یکفی الاثنین)

اور سب اپنے طور پر یہ مثبت قدم تو اُٹھا سکتے ہیں کہ اپنی پلیٹوں میں ضرورت سے زائد کھانا ڈال کر ضائع نہ کریں۔ اب مختلف ممالک میں اس بات کے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ گھروں میں جو کھانا بچ جائے اور قابل استعمال ہو وہ فوری طور پر مستحقین تک پہنچایا جائے۔ اور جو کھانا پھر بھی بچ جائے وہ کم از کم کھاد بنا کر مفید بنایا جائے۔

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت شیخ احمد اللہ رضی اللہ عنہ۔ سیالکوٹ

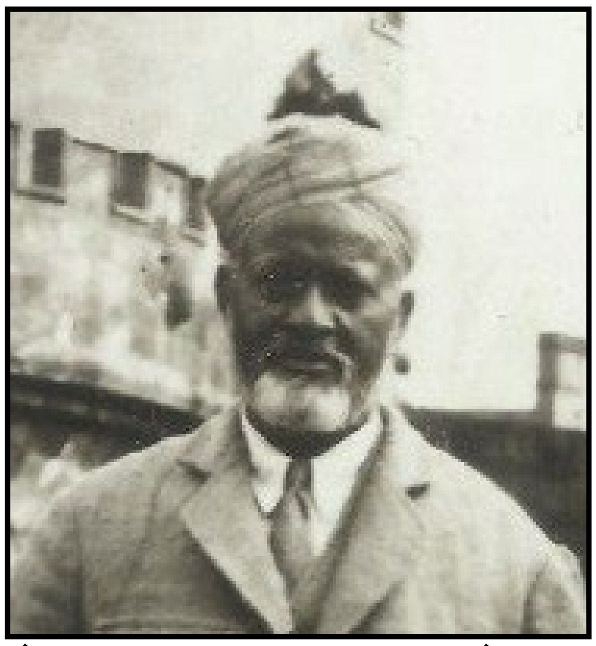

حضرت شیخ احمد اللہ قریشی رضی اللہ عنہ ولد مکرم شیخ الٰہی بخش سیالکوٹ کے رہنے والے تھے ۔ آپ نے اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ایک لمبا عرصہ نوشہرہ (صوبہ خیبر پختونخواہ) میں گزارا ۔جہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد قادیان کے محلہ دارالعلوم میں سکونت اختیار کی اور تقسیم ملک تک وہیں رہے۔ وصیت کے ریکارڈ کے مطابق آپ کی بیعت 1903ء کی ہے۔ آپ خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے اور سلسلہ احمدیہ سے حد درجہ اخلاص رکھنے والے تھے اور سلسلہ کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والے تھے۔جیسا کہ ذکر ہوا آپ نے ایک لمبا عرصہ نوشہرہ کینٹ میں گزارا جہاں آپ چھاؤنی مجسٹریٹ کے دفتر میں ہیڈکلرک تھے۔ ملازمت کے دوران آپ نے احمدیت کا مثالی نمونہ پیش کیا۔ حضرت قاضی محمد یوسف رضی اللہ عنہ ” تاریخ احمدیت صوبہ سرحد“ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”یہ شیخ صاحب چھاؤنی مجسٹریٹ کے پاس ہیڈ کلرک تھے۔ 1921ء کے قریب نوشہرہ میں تھے، سالہا سال وہاں قیام رہا اور یہیں سے پنشن پائی اور قادیان جاکر رہے۔ یہ ایک مستعد جوان تھے، شکار کے شائق تھے۔ تبلیغ احمدیت کے دلدادہ تھے، مہمان نواز تھے۔ خاکسار سے بڑا اخلاص تھا۔ جب تک نوشہرہ میں رہے خوب رونق قائم رکھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح (اوّلؓ۔ناقل)اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں نوشہرہ میں رہے۔ اکثر جماعت احمدیہ کے امیر رہے ......

یہ شیخ صاحب ایک دفعہ پشاور تشریف لائے جب کہ انجمن احمدیہ پشاور کا مکان بازار جہانگیر پورہ کے بالاخانہ میں تھا، فرمانے لگے مجھے تبلیغ اسلام کا شوق ہے اور انگلینڈ جاکر تبلیغ کرنا چاہتا ہوں مگر نہ مجھے علم دین پورا حاصل ہے اور نہ میرے پاس آنے جانے کا خرچ ہے اور نہ صدر انجمن یا جماعت پر بوجھ ڈالنا چاہتا ہوں، آپ دعا بھی کریں کہ میری یہ خواہش پوری ہو اور مشورہ بھی دیں کہ کیا میں تبلیغ کے لیے جاؤں۔ خاکسار نے عرض کی کہ دورانِ تعلیم ہمارا ایک ہم سبق تھاسردار محمد آصف نامی، وہ بغیر ایک پیسہ خرچ کرنے کے پہلے بمبئی اور پھر وہاں سے انگلینڈ پھر آیا۔ آپ بھی بمبئی جاکر کسی کمپنی کے ساتھ ایجنٹ ہونے کا یا جہاز میں ملازمت کا انتظار کر کے ان کے خرچ سے انگلینڈ جائیں اور جو معلومات آپ کو اسلام اور احمدیت کے پڑھنے اور مشاہدہ سے حاصل ہیں، صرف اسی کو بیان کر کے تبلیغ کریں۔ خدا تعالیٰ برکت دے گا۔ اہل انگلستان یا دوسرے مسلمان اسلام اور احمدیت سے قطعًا ناواقف ہیں، ان کے واسطے آپ ایک علامہ ثابت ہوں گے۔

شیخ صاحب نے نوشہرہ جاکر ایک سال کی رخصت حاصل کی کچھ باتنخواہ اور کچھ بے تنخواہ، بمبئی جاکر ایک کمپنی کے ایجنٹ مقرر ہوئے اور کمپنی کے خرچ سے لندن پہنچ گئے۔ اپنی ایک انگریزی ٹائپ مشین بھی ساتھ لے گئے اور خدا کا نام لے کر تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور کمپنی کی ملازمت سے کچھ عرصہ بعد فارغ ہوگئے۔ روزانہ اپنی تبلیغ رپورٹ دو درجن کے قریب چھاپ کر قادیان مرکز سلسلہ اور باہر دوستوں کو بھیجتے رہے، خاکسار کو بھی ایک کاپی روانہ کرتے رہے۔ ہائیڈ پارک کے میدانوں میں تبلیغ کرتے، کئی افراد اُن کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے۔ دو دفعہ انگلستان گئے اور خدا تعالیٰ نے کامیابی دی۔“

(تاریخ احمدیت صوبہ سرحد از حضرت قاضی محمد یوسفؓ صفحہ266,265)

جماعتی لٹریچر میں آپ کے سفر لندن کا کچھ بیان محفوظ ہے، ڈائری 29 جنوری 1921ء مسجد مبارک بعد نماز ظہر کے تحت لکھا ہے:

”شیخ احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک دفتر چھاؤنی مجسٹریٹ نوشہرہ نے لندن بغرض تبلیغ جاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات کی۔“ (الفضل 3فروری 1921ء)

آپ کے انگلستان پہنچنے کی خبر دیتے ہوئےاخبار الفضل نے زیر عنوان ”ہمارا ایک اور مبلغ لنڈن میں“ لکھا:

” تازہ ڈاک ولایت سے معلوم ہوا ہے کہ شیخ احمد اللہ صاحب ہیڈ کلرک چھاؤنی نوشہرہ بغرض تبلیغ بخیریت لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہو۔“(الفضل 11۔اپریل 1921ء)

اُس وقت کے مبلغ انگلستان کی رپورٹوں میں بعض جگہ آپ کا ذکر بھی موجود ہے۔ آپ نے کچھ عرصہ وہاں تبلیغ احمدیت میں گزارا جس کے بعد واپس ہندوستان آگئے۔ اس کے بعد 1936ء میں پھر اسی غرض سے انگلستان گئے اور تبلیغی کوششوں میں حصہ لیا، مبلغ انگلستان حضرت مولانا جلال الدین شمس نےاپنی بعض رپورٹوں میں آپ کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ 14فروری 1940ءکو انگلستان سے ہندوستان واپسی کے لیے روانہ ہوئے، آپ کی واپسی پر مسجد بیت الفضل لندن میں ایک دعوت چائے دی گئی، مولانا جلال الدین شمس نے اخبار الفضل کو ارسال کردہ ایک رپورٹ میں لکھا:

”شیخ احمد اللہ صاحب تجارت و تبلیغ کی غرض سے 1936ء میں لندن تشریف لائے تھے، تین سال لندن میں قیام کا ارادہ تھا، اب ساڑھے تین سال کے قریب قیام کر کے ہندوستان روانہ ہوئے۔ آپ تجارتی کاروبار کرتے تھے لیکن ساتھ ساتھ جب کبھی موقعہ پاتے لوگوں سے مسجد کا ذکر کر دیتے اور بعض وقت سلسلہ کے متعلق بھی گفتگو کرتے چنانچہ ان کی تحریک پر جو لوگ مسجد دیکھنے کے لیے تشریف لائے اُن میں سے مسٹر یوسف گریگری بھی تھے جو آخر کار سلسلہ میں داخل ہوگئے۔ ایک بات کا جس کا میں خصوصیت سے ذکر ضروری خیال کرتا ہوں وہ اُن کا جمعہ کی نماز کے لیے پابندی کے ساتھ مسجد میں تشریف لانا تھا، بعض قارئین خیال کریں گے کہ یہ کون سی قابل ذکر بات ہے کہ وہ جمعہ کی نماز کے لیے باقاعدہ مسجد میں آتے تھے لیکن جو شخص لندن میں رہ چکا ہو اُس کے لیے اس کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ وہ مسجد سے بہت دور رہتے تھے، کم از کم ڈیڑھ شلنگ خرچ کر کے انہیں مسجد میں آنا پڑتا تھا اور جمعہ منڈی لگنے کا دن بھی ہوتا تھا جس میں ان کا زیادہ کاروبار ہو سکتا تھا۔ اس لیے مجھے یہ ذکر کرنے میں خوشی ہے کہ آپ نے بہت اچھا نمونہ دکھایا....“

(الفضل 9مارچ 1940ء)

لندن سے واپسی پر قادیان میں ہی مقیم رہے۔ تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں درج صحابہ قادیان کی فہرست میں آپ کا نام 380 نمبر پر موجود ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں دفن ہونے کی خواہش تھی لیکن انڈیا اور پاکستان کی تقسیم ہوگئی اور آپ کو بھی پاکستان آنا پڑا اور آپ اپنے وطن مالوف سیالکوٹ میں رہے جہاں مورخہ 18نومبر 1948ء بعمر 74 سال وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 1917) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر آپ کے بھتیجے مکرم قریشی مطیع اللہ نے (الفضل 14دسمبر 1948ء) اور حضرت مرزا غلام حیدر صاحب بی اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ نے (الفضل 4مارچ 1949ء) میں مضامین لکھے۔

حضرت شیخ احمد اللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ کا نام حاجی خانم تھا جو افغان قوم سے تھیں اور 1920ء میں بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ محترمہ حاجی خانم نے 4۔اگست 1944ء کو قادیان میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 5991) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد میں سے دو بیٹوں قریشی عبدالمنان اور قریشی عبدالرحمٰن اور دو بیٹیوں حنیفہ طاہرہ قریشی اور بسم اللہ سلطانہ قریشی کا علم ہوا ہے۔

آپؓ کے بھائی حضرت صوبیدار محمد عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی تھے، 1903ء میں بیعت کی توفیق پائی اور 6۔جنوری 1940ء بعمر 63 سال وفات پاکر بوجہ موصی (وصیت نمبر 5250) ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

متقی کون ہے؟

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”متقی درحقیقت وہ ہے کہ جہاں تک اس کی قدرت اور طاقت ہے وہ تدبیر اور تجویز سے کام لیتا ہے“

(تفسیر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد 8 صفحہ 13)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمدؐ اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاق اور اسماعیل اور ابراہیم رکھ لیتے ہیں اور اس کو جائز جانتے ہیں پر خدا کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھ دے“

(تفسیر سورہ التحریم از سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد 8صفحہ29)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ از صفحہ 5۔ عربی زبان کا مقام

لمس شعاع یکاد یلمس البصر ای یذھب بہ
لَسِمَ۔ سلَت عَيًّا۔ گویا طاقت سلب ہوگئی

اگر تین حروف میں سے ایک حرف کی جگہ اس کا مشابہ حرف بدل جائے تو معنوں میں خفیف تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور اصل معنے بھی قائم رہتے ہیں یہ بھی ثبوت ہے کہ معانی حروف میں ہیں نہ کہ الفاظ میں۔

مثالیں

(الف) ایک لفظ میں تغیر کی مثالیں۔

1۔ أزالشّيء اضاف بعضه إلى بعض۔ فلاناً عليه حمله عليه
هَزّ الشّيء هَزّلَه۔ هَزّ من عطف فلانٍ هَيّجَه لِلعَمَلِ

اس میں صرف فرق یہ ہے کہ أزّ زیادہ ہے معنوں میں کیونکہ ھمزہ سے زیادہ قوی ہے۔

2۔ جرف الشيء ذهب به كله او مطه جلف الظفر إستأصله

3۔ رمقه اطال النظر اليه
رمك بالمكان أقام به

4۔ صبح ضرب حديدا على حديد فصوتا
صبح صاح و جلب نفرعه من شئ أخافه

5۔ سدع الشئ بالشئ صدمه
صدع الشئ شقه و لم يفترق

(ب) زیادہ الفاظ میں تغیر کی مثالیں۔

کبھی یہ تغیر کئی الفاظ میں چلا جاتا ہے جیسے

1۔ شَتَّ۔ متفرق ہو گیا۔ شَتَرَ۔ قَطَعَ - شطر قطع فی نصفين۔

اس کے بعد یہ دوسرا تغیر قبول کرتا ہے اور شَذَّ بن جاتا ہے اس کے معنے ہی جماعت سے علیحدہ ہو گیا حدیث میں ہے مَن شُذَّ شُذَّ پھر شَطَّه ہو جاتا ہے جس کے معنی ہیں حق سے علیحدہ ہو گیا۔
پھر شَظَّه ہو جاتا ہے جس کے معنے ہیں قوم میں تفرقہ ڈال دیا۔

2۔ قَثَّ الثوب۔ قَدّه۔ باء قَثَّ الشجر استاصله۔
ج- قَدَّ الشّيء قَطَعَه مستاصلا ۔ قَطَعَه شَقَّه طولاً۔
ہ۔ قَصَّ الشيء قطفه
و۔ قَضَّ الشئ ثَقَبَه وَدَقَّهُ
ز۔ قَطَّهُ القلم قطع رأسه عرضا فی بريه

پھر بعض دفعہ دو حرف متقارب سے بدل کر معنے پیدا کرتے ہیں کبھی تینوں بدل کر بھی قریب المعنٰی رہتے ہیں۔ اس کے فلسفیانہ ہونے پر لُنڈی کی شہادت صفحہ 30۔31

اب سب امور کا نتیجہ کہ عربی کی تخلیق حرکات اور حروف اور ترتیب حروف سے ہے اور یہ امر یا تو (1) فلسفی کر سکتے ہیں مگر اس فرض کے ساتھ ماننا پڑے گا کہ یہ زبان نہایت قریب زمانہ میں بنی ہے اور یہ غلط ہے کہ سب زبانوں پر اس کا اثر موجود ہے اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ اس کے اصول انسان کو شروع دنیا میں الہاماً بتائے گئے تھے یا پھر جس طرح خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ انسان ترقی کرتا گیا یہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ زبان بھی ترقی کرتی گئی۔ دوسری زبانیں اس سے ہی نکلیں اور جب وہ جدا ہوئیں اصول کو بھول گئیں۔

(رسالہ موازنہ مذاہب جنوری 2012ء)

سیّد شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

انصاراللہ یو ایس اے کی انصار لیڈرشپ کانفرنس

نیشنل مجلس انصاراللہ یوایس اے ہر سال ایک لیڈرشپ کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے جو کہ سابق صدر مجلس انصاراللہ ناصر محمود ملک نے شروع کی تھی جواب تک خداتعالیٰ کے فضل سے ہر سال بڑی کامیابی کے ساتھ منعقد ہورہی ہے۔ صدر صاحب مجلس انصاراللہ عمران حیّ نے بتایا کہ انصار لیڈرشپ کا مقصد بعینہٖ اسی طرح ہے جس طرح جماعتوں میں صدران جماعت کا ریفریشر کورس ہوتا ہے۔ تاکہ زعماء اور خصوصاً ان زعماء کی جنہیں کام کرنے کی پہلی دفعہ سعادت مل رہی ہے کو ان کے کام اور ذمہ داریوں کی طرف صحیح رہنمائی کی جاسکے۔ نیز یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں قائدین اور زعماء مل کر بیٹھتے ہیں اور اپنی مشکلات کا ذکر کرکے کام کے طریق کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور ان کا حل نکال سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی شوریٰ میں جو تجاویز پاس ہوتی ہیں اور جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی منظوری کے بعد عمل درآمد کرنے کے لئے تحریک ہوتی ہے ان سفارشات کا جائزہ لینا اور ان پر کس حد تک کام ہوا ہے، بھی شامل ہوتا ہے۔

امسال یہ لیڈرشپ کانفرنس مسجد بیت العطاء اٹلانٹا جارجیا میں 12,11 جنوری 2020ء منعقد ہوئی۔ ہر دو دن کا پروگرام نماز تہجد اور نماز فجر باجماعت نیز درس سے ہوا۔

مکرم ناصر بخاری زعیم اعلیٰ انصاراللہ گریٹ لیکس نے بتایا کہ امسال اس کانفرنس کا مرکزی خیال یا موضوع ’’نماز کی اہمیت‘‘ تھا کہ کس طرح انصاراللہ میں نماز باجماعت کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔ چنانچہ اس کانفرنس میں بہت ساری ورکشاپ بھی منعقد ہوئیں۔ قائدین نے اپنے اپنے موقع پر زعماء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ سوال و جواب کے ذریعہ بھی زعماء کو اپنے کاموں میں وسعت پیدا کرنے کی طرف رہنمائی دی گئی۔

کانفرنس کے آخری دن صدر مجلس انصاراللہ مکرم عمران حیّ نے تمام نیشنل عاملہ کے ممبران اور زعماء کو ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے، نیز لوکل جماعت میں باہمی تعاون سے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم حماد احمد مربی سلسلہ نے بھی انصاراللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور حضرت مصلح موعودؓ بانیٔ انصاراللہ کے اقتباسات پیش کئے۔ جن میں آپؓ نے فرمایا کہ: ’’انصاراللہ جماعت کا دماغ ہے اور اس کے ہاتھ اور دل خدام الاحمدیہ ہیں اور جب دماغ، دل اور ہاتھ کسی قوم کے اکٹھے ہوکر بہتر رنگ میں کام کریں تو وہ کام اچھا ہوتا ہے۔‘‘

مربی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے مزید بتایا کہ آپؓ نے فرمایا ہے ’’مجلس انصاراللہ کے قیام کا ایک اور اہم مقصد یہ ہے کہ وہ نوجوانوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کریں۔‘‘ (سبیل الرشاد)

مکرم ناصر بخاری نے مزید بتایا کہ امسال عَلَمِ انعامی بالٹی مور کو دیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اٹلانٹا مجلس کو یہ اعزاز پہلی دفعہ حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے اس کانفرنس کا انعقاد کیا اور مہمان نوازی کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دے۔ آمین

اس کانفرنس میں نائب صدر مجلس انصاراللہ، قائد پبلیکیشن، قائد تجنید، آڈیٹر، قائد مال، قائد تبلیغ، قائد عمومی، قائد تربیت اور قائد تعلیم نے خصوصیت کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کیں اور زعماء اور شاملین کی رہنمائی کی۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین رنگ میں خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کے مطابق کام کرنے کی توفیق دے اور سب کو خلیفۃ المسیح کے صحیح معنوں میں سلطانِ نصیر بنائے۔ آمین

سامانِ عبرت اور دعاؤں کی تلقین

کرونا ایک وبائی مرض آجکل پوری دنیا میں دامن کشا ہے۔ ہلاکتوں کی تعداد میں آئے روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔۔ ابھی تک کوئی نسخہ اکسیر بھی ماہرین طب اور علوم طبعیہ کے ہاتھ نہیں آیا۔ حفظ ما تقدم کے طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاج کا نسخہ اور خطبات جمعہ میں ہدایات دی گئی ہیں دنیا کے ماہرین کی طرف سے بھی اسی قسم کا ہی پرچار ہے۔ وبائی عوارض اپنے اندر سامان عبرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیے اور اسی سے ہی رحم مانگنا چاہیے۔ اموات کو بنظر تخفیف نہیں دیکھنا چاہیے یہ امر بھی موت کا سبب بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کسی گاؤں میں ہیضہ پھوٹا۔ ایک آدمی کسی کی لاش دیکھ کر بولا۔ کمبخت پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور اسی لئے مرتے ہیں۔ ہم تو ایک چپاتی کھاتے ہیں اور بیمار بھی نہیں ہوتے۔ دوسرے دن ایک جنازہ نکلا۔ کسی نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے؟ بتایا گیا یہ ایک چپاتی کھانے والے کا ہے۔

(خطبات جمعہ جلد 9 ص 153 از حضرت مصلح موعود)

مرسلہ: محمد اشرف کاہلوں

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ ناصرہ ایوب جرمنی سے لکھتی ہیں۔

خاکسار کو روزنامہ الفضل سے کئی سال سے ایک عشق ہے۔ جب حالات ٹھیک ہوتے تھے تو گھروں میں پوسٹ مین کے ذریعے مل جاتا اور جب ملکی حالات خراب ہوتے تو سب سے پہلے بدقسمت لوگ الفضل پر پابندی لگاتے جس سے دل بہت اداس ہو جاتا دعائیں کرتے وقت گزر جاتا لائبریری میں جا کر کئی کئی گھنٹے الفضل پڑھنے میں مصروف رہتی اور کئی بار تو وقت کا احساس بھی نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جرمنی میں اب ہمارے ایک عزیز روزانہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن آتے ہی بھیج دیتے ہیں اللہ ان کو جزاءِ عظیم دے۔ میں الفضل کے ذریعے اُن کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اس طرح ہم 50 سے زیادہ خاندان کے افراد تازہ شمارہ ملتے ہی پڑھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مطالعہ کتب کے لئے اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا ایّدہ اللہ تعالیٰ کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہماری طرف سے حضور انور کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ آمین

اوقات طلوع و غروب

8۔اپریل 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:52	18:38
مدینہ منورہ		04:48	18:40
قادیان		04:44	18:52
ربوہ		04:25	18:35
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:20	19:48